لیے اذان کے ضروری یا غیر ضروری ہونے کے متعلق سوال کیا ہے، جب کہ جرمنی کی صورت حال اس طرح ہے کہ وہاں کے شہروں اور محلوں میں عموماً پاکستان کی طرح مساجد موجود نہیں ہیں تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر اس مقام پر محلے میں مسجد نہ ہو اور وہاں اذان نہ دی جاتی ہو تو اس صورت میں ٹیکسٹائل کی ایگزیبیشن کے مقام پر جماعت کے لیے اذان دینا ضروری ہے، البتہ اگر اس مقام پر مسجد موجود ہو اور یہ معلوم ہو جائے کہ اس مسجد میں اذان ہو رہی ہے، چاہے اسپیکر پر ہو یا بغیر اسپیکر پر، تو اس صورت میں وہی محلے کی اذان واقامت دیگر مقامات میں جماعت کی نماز کے لیے کافی ہے، البتہ افضل طریقہ پھر بھی یہی ہے کہ وہاں بھی اذان اور اقامت دونوں یا کم از کم اقامت کے ساتھ ہی جماعت کروائی جائے۔فتاویٰ شامی (ج:۱،ص:۳۸۴،ط:سعید) میں ہے:

''وهو سنة للرجال في مكان عال (مؤكدة) هي كالواجب في لحوق الإثم (للفرائض) الخمس (في وقتها ولو قضاء) لأنهٗ سنة للصلاة.''

وفيه أيضاً:

''(وكره تركها) معًا (لمسافر) ولو منفردًا (وكذا تركها) لا تركه لحضور الرفقة (بخلاف مصل) ولو بجماعة (وفي بيته بمصر) أو قرية لها مسجد؛ فلايكره تركها إذ أذان الحي يكفيه''....(قوله: إذ أذان الحي يكفيه) لأن أذان المحلة وإقامتها كأذانه وإقامته؛ لأن المؤذن نائب أهل المصر كلهم كما يشير إليه ابن مسعود حين صلى بعلقمة والأسود بغير أذان ولا إقامة، حيث قال: أذان الحي يكفينا.''(ج:۱،ص:۳۹۵،ط:سعید)

فقط واللہ أعلم

فتویٰ نمبر: 144506102362 دارالافتاء: جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

خاتون فیزیوتھراپسٹ ڈاکٹر کا کام میں دِقت و پریشانی کی وجہ سے عبایا اُتار کر لیب کوٹ پہننے کا حکم

سوال

اگر خاتون فیزیوتھراپسٹ ڈاکٹر اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کے دوران ہسپتال میں چہرے کا مکمل

نقاب اور پردہ کرے، البتہ کام کے دوران دِقت و پریشانی کی وجہ سے عبایا اُتار کر لیب کوٹ پہن لے، جبکہ وہاں مرد ڈاکٹر حضرات بھی موجود ہوتے ہیں، تو کیا ایسا کرنا شرعاً درست ہے؟

جواب

صورتِ مسئولہ میں اگر خاتون فیزیوتھراپسٹ ڈاکٹر کام کے دوران چہرے کے مکمل پردہ کے ساتھ عبایا اُتار کر ایسا لیب کوٹ پہنتی ہے جو ڈھیلا ڈھالا ہو، چست نہ ہو، اس میں جسم کے خدوخال نظر نہ آئیں تو جائز ہوگا۔ ''مشکاۃ المصابیح'' میں ہے:

''وعن دحية بن خليفة قال: أتى النبي صلى الله عليه وسلم بقباطي، فأعطاني منها قبطية، فقال: اصدعها صدعين، فاقطع أحدهما قميصا وأعط الآخر امرأتك تختمر به ، فلما أدبر، قال: وأمر امرأتك أن تجعل تحتهٗ ثوبا لا يصفها. رواه أبو داود.''

(كتاب اللباس، الفصل الثاني، ج:٢، ص:١٢٤٩، رقم:٤٣٦٦، ط:المكتب الإسلامي)

''أحكام القرآن للجصاص'' میں ہے:

''وقوله تعالى: {وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ} روى أبو الأحوص عن عبد الله قال: "هو الخلخال"، وكذلك قال مجاهد: "إنما نهيت أن تضرب برجليها ليسمع صوت الخلخال" وذلك قوله: {لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ} . قال أبو بكر: قد عقل من معنى اللفظ النهي عن إبداء الزينة وإظهارها لورود النص في النهي عن إسماع صوتها; إذ كان إظهار الزينة أولى بالنهي مما يعلم به الزينة، فإذا لم يجز بأخفى الوجهين لم يجز بأظهرهما; وهٰذا يدل على صحة القول بالقياس على المعاني التي قد علق الأحكام بها، وقد تكون تلك المعاني تارة جلية بدلالة فحوى الخطاب عليها وتارة خفية يحتاج إلى الاستدلال عليها بأصول أخر سواها. وفيه دلالة على أن المرأة منهية عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمع ذلك الأجانب; إذ كان صوتها أقرب إلى الفتنة من صوت خلخالها; ولذلك كره أصحابنا أذان النساء; لأنه يحتاج فيه إلى رفع الصوت والمرأة منهية عن ذلك، وهو يدل أيضا على حظر النظر إلى وجهها للشهوة; إذ كان ذلك أقرب إلى الريبة وأولى بالفتنة.''(ومن سورة النور، باب الرجل يطلق امرأته طلاقا

بائنا ثم يقذفها، في إباء أحد الزوجين اللعان، ج: ٣، ص: ٤١٢، ط: دار الكتب العلمية)

''فتاویٰ شامی''میں ہے:

''وإن كان على المرأة ثياب فلا بأس بأن يتأمل جسدها وهذا إذا لم تكن ثيابها ملتزقة بها بحيث تصف ما تحتها، ولم يكن رقيقا بحيث يصف ما تحته، فإن كانت بخلاف ذٰلك فينبغي له أن يغض بصره اهـ. وفي التبيين قالوا: ولا بأس بالتأمل في جسدها وعليها ثياب ما لم يكن ثوب يبين حجمها، فلا ينظر إليه حينئذ... أقول: مفادهٗ أن رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة ولو كثيفا لا ترى البشرة منه.''

(كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ج: ٦، ص: ٣٦٥،٣٦٦، ط: سعيد)

فقط والله أعلم

فتویٰ نمبر:144508100631 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن